

مستند تحریر: قرآن کریم سے گفتگو
کے واقعات کا خوبصورت اضافہ

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامی اور ان کا ایک پادری سے مکالمہ

مرتب

مولانا حافظ محمد اسلم زاہد

مکتبہ المجاہد رائے ونڈ

www.ahnafmedia.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مستند تحریر: قرآن کریم سے گفتگو
کے واقعات کا خوبصورت اضافہ

حضرت بایزید بسطامی
اور ان کا
ایک پادری سے مکالمہ

مرتب

مولانا حافظ محمد اسلم زاہد

رائے ونڈ

ضلع لاہور

مکتبہ المجاہد

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

اور ان کا ایک پادری سے مکالمہ

مرتب مولانا محمد اسلم زاہد

اشاعت جنوری ۲۰۰۴ء

قیمت 12/- روپے

ناشر

مکتبہ المجاہد

بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ ضلع لاہور

فون: 0333-4307319

ملنے کے پتے

- ۱۔ حافظ جنرل سٹور، بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ
- ۲۔ حافظ اسلامی کیسٹ ہاؤس، بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ
- ۳۔ مدنی خوشبو ہاؤس، بیرون تبلیغی مرکز، رائے ونڈ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مرتب

کئی سال پہلے مبلغ اسلام مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ کے بیانات پر مشتمل تین جلدیں: (بیانات طارق جمیل، تحفہ جمیل اور حسن جمیل) اس کمترین کے ہاتھوں تیار ہو کر مارکیٹ میں آئیں تو ان بیانات اور کیسٹوں میں مولانا کا بیان کردہ ایک واقعہ زبان زد اہل تبلیغ بن گیا۔ نوجوانوں کو دیکھا، سنا کہ وہ اسے بڑے مزے لے لے کر ایک دوسرے کو سناتے ہیں اور محفوظ ہوتے ہیں۔ بزرگ بھی اس دلچسپ علمی واقعہ میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ واقعی یہ ایک غیر معمولی ایمان افروز تذکرہ ہے جس میں امت مسلمہ کے قرآنی ذوق اور اس میں انہماک اور دیگر یقین افزا مناظر نظر آتے ہیں۔

مذکورہ مجموعہ کی ترتیب کے ناطے مخلص احباب نے اس عظیم سرگذشت کو پوری تحقیق کے ساتھ الگ کتابی شکل دینے کی خواہش مجھ بے علم و عمل سے کر دی۔ طبعی میلان پہلے ہی تھا چنانچہ لاجبیر یوں میں اس کی تلاش کر دی احباب کی دعاؤں سے اس کی اصل ”انوار مدینہ“ میں ملی جس کی تفصیلات آگے آرہی ہیں۔

دوران تحقیق اس تعلق قرآنی اور قرآنی ادب کے بہت سے واقعات مل گئے، جنہیں ایک الگ بڑی کتاب کی ضرورت ہے۔ فی الحال اختصار کے پیش نظر چند کا انتخاب کیا ہے۔ قارئین! تمام حفاظ قرآن کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ قدرت نے ان کے سینے کی رحل پر تنزیل الرحمن رکھی ہوتی ہے لیکن بعض حضرات اس کے علاوہ عربی ادب پر بھی عبور رکھتے ہیں اس لئے انہیں قرآن مجید کے مفہوم و معانی کا بھی پورا علم ہے جو انہیں

”اَعْظَمُ دَرَجَةً“ کر دیتا ہے ابتداء نزول قرآن سے اب تک بے شمار عشاق قرآن گزرے ہیں کہ قرآن کے الفاظ میں کلام کرنا ان کی ایک نادر روزگار خوبی تھی جو نور کے ہالے کی طرح ہر وقت ان کی شخصیت کو منور کیے رکھتی تھی اور وہ یہ تھی کہ یہ حضرات اپنی روزمرہ زندگی میں اور گفتار میں موقع و محل کے مطابق کسی تکلف اور آورد کے بغیر قرآنی آیات کا حوالہ دیتے تھے کہ ان کے حفظ پر حیرت ہوتی تھی ان کے بر محل حوالے سے لطف حاصل ہوتا تھا۔ لوگ ان کی حیرت ناک یاد پر تحیر و تحسین کے جذبات سے معمور ہو جاتے تھے اور ان سے برجستہ آیات قرآنی سن کر عرش عرش کراٹھتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا کہ بولنے والے کی مادری زبان ہی قرآنی ہے۔ کیونکہ ایسا نہیں تھا کہ یہ بات شاذ و نادر ہو، بلکہ یہ حضرات اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے، گفتگو کرتے اور جواب دیتے ہوئے قرآنی آیات و الفاظ کو لمبی سوچ کے بغیر یوں حوالہ دیتے گویا ”فی البدیہ“ پڑھتے تھے اور وہ آیت ان کی گفتگو میں اس خوبصورتی سے فٹ ہوتی۔ گویا انگشتی میں لعلِ یمن جڑ دیا گیا ہو۔ اور سامعین میں قرآنی اسلوب کے ماہرین حیرت زدہ رہ جاتے اور انہیں نگاہ رشک سے دیکھتے۔ یوں ان کے قرب میں ہر وقت انوار قرآنی کی دلنواز روشنی رہتی تھی۔ جو دلوں کو منور کرتی، چہروں کو شگفتہ کر دیتی۔ آج ہم ان حکایات و واقعات کو پڑھیں تو ایک قصہ پارینہ معلوم ہوتا ہے اور گمان ہوتا ہے کہ یہ ذوق اب کہاں؟ لیکن دوران مطالعہ ایک تحریر نے ہمیں یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ۔

ع۔ ابھی کچھ لوگ ہیں جہاں میں

مطلب یہ ہے کہ اگر تم آسمانوں اور زمینوں کی پہنائیوں میں جا سکتے ہو، تو چلے جاؤ لیکن تم طاقت اور سلطان کے بغیر نہیں جا سکو گے۔

قارئین! یہ چند مستند باحوالہ واقعات کتاب اللہ سے محبت رکھنے والوں کے لیے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ تمام مستفیدین سے مرتب، ناشرین ان کے والدین و اساتذہ و متعلقین کے لیے دونوں جہانوں میں کامیابی کی دعاؤں کی درخواست ہے۔

مرتب
حافظ محمد اسلم زاہد
مدرس: تفسیر بیت العلوم، کھاڑک، لاہور

۲۔ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ
حال وارد۔ راج گڑھ

ایک پاکستانی کا کلام اللہ سے کلام

قارئین! سب سے پہلے اپنے ہم وطن حافظ قرآن کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے فہم سلیم سے نوازا ہے اور ان کی گفتگو سے قرون اولیٰ کے عشاق قرآن کے انداز کلام کی خوشبو آتی ہے۔

پروفیسر حافظ عبدالرحمن عبد اپنے حجاز مقدس کے سفر نامے میں رقمطراز ہیں:

حافظ امیر علی صاحب میرے ساتھ موٹر سائیکل پر جایا کرتے تھے ایک روز میں تیار ہوا میں نے انہیں ”تیز ترک“ کرنے کے لئے کہا کہ آپ کو اور کتنی دیر لگے گی؟ وہ کہنے لگے ”سَنَفَرَعُ لَكُمْ آيَةَ الثَّقَلَانِ“ یہ سورۃ الرحمن کی آیت نمبر ۳ تھی یعنی کہ ہم جلد ہی فارغ ہونا چاہتے ہیں۔ جواب مسکت تھا لیکن میں نے مذاق سے کہا کہ آپ کو زیادہ دیر ہو تو کیا میں چلا جاؤں؟ انہوں نے مسکرا کر اسی سورہ کی آیت پڑھی۔

حافظ صاحب نے گویا جواب دیا تھا کہ آپ اکیلے جانے کا کہتے ہیں ناں! لیکن جانہ پائیں گے، لیکن ان کے اصل الفاظ یہ تھے۔ **اِنْ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَنْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ** (سورہ رحمن- ۳۳)

ہم چار پانچ دوست پاس کھڑے تھے حافظ صاحب کے حسن جواب سے مسرور ہوئے کسی نے باواز بلند ہماری ترجمانی کی ”حافظ صاحب زندہ باد“

مجھ سے تو جواب نہ بن پڑا صاحبزادہ عابد حسن نے اس کی ردیف آیت (اگر ایسا

کہنا بے ادبی نہ ہو) پڑھی۔ ”فَبِآيِ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ“

ایک روز حافظ صاحب اور میں حسب معمول ریاض شہر کی وسیع اور کشادہ، جدید اور شاندار سڑکوں سے گزر رہے تھے، فرلانگ فرلانگ لمبے فولادی پلوں (کبریوں) کو بار،

بار پار کر رہے تھے شمیمی محلہ میں پرانے دو منزلہ خاکی مکان گرائے جا رہے تھے، ان کی جگہ جدید، اونچے محل تعمیر ہو رہے تھے جا بجا سپر مارکیٹیں تھیں جو دنیا بھر کی نعمتوں سے لبریز تھیں یہ ”معذر“ کا خوبصورت گلستان تھا یہ سڑکوں کے درمیان اونچی اور مسلسل کیاری میں سدا بہار پودوں کی سبز پریاں کھڑی ہیں۔ قیمتی، بڑی بڑی اور ہزاروں کاروں کی آمدورفت بلکہ ریل پیل، بلکہ گہما گہما ہے یہ ”بنک الجزیرہ“ کے پاس پچیس پچیس منزلہ مدور اور توام فلک شگاف ہیں اس سے سعودی مملکت کی دولت، ثروت اور یہاں اپنی پر آسائش زندگی کا ذکر چل نکلا تو حافظ صاحب نے جو کچھ کہا اس کا مفہوم یہ تھا کہ تم جدھر نگاہ اٹھاؤ گے نعمتیں پاؤ گے، جدھر دیکھو گے انعامات ہوں گے اور ایک عظیم ملک کا سامان ہوگا۔

حافظ صاحب نے دراصل سورہ الدھر کی آیت پڑھی۔ ”وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ

نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا“ (سورہ دھر۔ ۲۰)

میں نے موٹر سائیکل کو ایک طرف روک لیا، کیونکہ سکول کے بچوں کی چھٹی ہوئی تھی اور وہ غول درغول گزر رہے تھے۔ انہوں نے صاف اور خوش رنگ یونیفارم پہنی ہوئی تھی، جیسے ایک ہی قسم کے بے شمار اور دلافروز پھول ہوں۔ معصوم اور صحت مند بچوں کے فرشتوں جیسے چہروں پر ملکوتی تبسم تھا وہ دکتے چہروں اور ننھے ننھے قدموں کے ساتھ چلتے ہوئے ایک دلنواز منظر پیش کر رہے تھے۔

حافظ صاحب نے انہیں دیکھ کر الفاظ الہی ادا فرمائے اور کہا ”إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ

لُؤءَ لُؤءٍ أَمْنُثُورًا“ کہ تم انہیں دیکھو تو یہ جانو کہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے گئے ہیں۔“

ایک دفعہ کسی صاحب نے گفتگو کے دوران میں کچھ ایسا کہا کہ ”میں تو یہ چاہتا ہوں

کہ ایسا ہو جائے“ تو حافظ صاحب نے کہا ”وَمَا تَشَاءُ وَنَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ“۔ سورہ

الدھر کی اس آیت کا مطلب ہے کہ بھی تمہارے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔

ہارون الرشید صاحب نے بجا کہا تھا کہ قدرت نے ان کو ہر دم قرآن بولنے والی زبان اور ہونٹ عطا کئے ہیں اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ نے انہیں ”لب قرآن سرا“ مرحمت کئے ہیں۔“

ایک روز حافظ امیر علی صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اور ہم دوستوں میں ان کی یہی خوبی موضوع گفتگو بن گئی، تو میاں ثناء اللہ کہنے لگے ”حافظ صاحب اس روانی سے اور فطری انداز سے آیت قرآنی کا حوالہ دیتے ہیں کہ ”قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن“ والے مصرعہ کا مصداق لگتے ہیں۔

صاحبزادہ نے بتایا ”میں نے کوئی بات کی اس پر حافظ صاحب یہ کہنا چاہتے تھے کہ یہ بات آپ نے بجا فرمائی ہے تو قرآنی الفاظ ان کی نوک زبان تھے کہنے لگے۔ اَلآن جَنَّتْ بِالْحَقِّ (سورہ بقرہ۔ ۷۱) کسی سے کہنا تھا کہ تمہارے لئے یہی بات مناسب ہے تو سورہ القیامۃ کی آیت پڑھی اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی۔ ہم کسی بات پر زور دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں ایسا ہی موقع تھا تو حافظ صاحب نے سورہ صٰحٰہ کی آیت نمبر ۸۴ کے یہ الفاظ کہے ”فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ اَقْوَلُ“

ہارون الرشید صاحب نے کہا ”مجھے یاد ہے جن دنوں ہم یہاں ”ریاض“ میں آئے تھے ایرانی عوام کی تحریک رضا شاہ پہلوی کے خلاف عروج پر تھی اور اڑھائی ہزار سالہ شہنشاہی کا عظیم و قدیم سومات چکنا چور ہونے والا تھا حافظ صاحب نے سورہ القلم کی آیت نمبر ۱۶ کا حوالہ دیا تھا۔ سَنَسِمْهُ عَلٰی الْخُرْطُوْمِ ذِ عَنقَرِیْبٍ ہم اس کی سونڈ پر داغ لگائیں گے یعنی اس کی ناک کو ذلیل کریں گے چند ماہ بعد رضا شاہ جلا وطن ہوا۔

در بدریوں پناہ ڈھونڈتا پھر رہا تھا کہ دو گز زمین بھی نہیں مل رہی تھی روئے ارض پر۔ تو حافظ صاحب کا تبصرہ نہ صرف مختصر اور جامع تھا بلکہ قرآنی الفاظ میں تھا سورہ الحاقہ آیت نمبر ۲۹ سے الفاظ ہیں هَلْكَ عَنِّي سُلْطَانِيَّةٌ O میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا آگے سورہ میں ہے خُذُوهُ فَغُلُّوهُ (حکم ہوگا پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو) ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔“

محمد بخش کو کب صاحب نے اپنی آپ بیتی سنائی۔ ”مدینہ منورہ جاتے ہوئے ہماری بس ایک صحرا سے گزری۔ میں نے دور تک صحرائی وسعت کا ذکر کیا تو حافظ امیر علی کہنے لگے۔ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ مدینہ منورہ میں جنت البقیع گئے تو وہاں دعاء پڑھنے کے بعد اس تاریخی احاطے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے اُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ۔ (سورہ حدید۔ ۹)

مسجد نبویؐ میں رات کے وقت روشنیوں کا ایک سیلاب تھا جس کی ٹھنڈی، دلنواز اور ملکچی روشنیوں میں لوگ آ جا رہے تھے تو حافظ صاحب نے اس منظر کے بارے میں کہا وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ۔ ”یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے روشنی اور نور بنا رکھا ہوگا جس میں تم چلو پھرو گے۔“

حافظ فتح شاہ صاحب رازدروں سے واقف تھے۔ کوکب صاحب! اس میں مزید مزے کی بات یہ ہے کہ یہ تینوں آیات ایک ہی سورہ الحدید کی ہیں۔

محمد شفیع ناطق نے اپنا واقعہ سنایا

”جب مجھے یہاں ریاض میں آتے ہی آٹھ سو ریال کی ٹیوشن مل گئی جو پاکستانی

اڑھائی ہزار روپوں کے برابر تھی تو یہ خوشگوار حیرت والی بات تھی۔ اس کا سن کر حافظ امیر علی صاحب نے جو بات کہی وہ مجھے آج بھی یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو ایسی جگہ سے

رزق دیتا ہے جس کا اسے سان گمان تک نہیں ہوتا لیکن حافظ صاحب نے قول خداوندی دہرایا اور کہا ”وَيَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ“۔ (سورہ طلاق-۳)

میں نے بتایا ”جب ہم تین دوستوں نے یہاں ریاض سے مصر کی دو ہفتہ کی تعلیمی سیاحت کا پروگرام بنایا اور مدیر معتمد نے روڑے اڑکائے تو حافظ صاحب نے ہمیں دلا سہ دیا کہ فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ مشکل سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ بنا دیتا ہے انہوں نے یہ مفہوم بھی قرآنی الفاظ میں ادا کیا اور کہا ”وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا“ (سورہ طلاق-۲)

محمد حسن سندھی صاحب نے مزے کی بات سنائی

”ایک روز حسب معمول تذکرہ (ٹکٹ) دے کر طعام کی سینی (ٹرے) لی اس میں ایک سیب اور ایک کیلا بھی تھا۔ کھانے کی میز پر حافظ امیر علی صاحب ذرا پہلے آ کر بیٹھے تھے میں ساتھ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ زکام کی وجہ سے مجھے کیلا نہیں کھانا تھا اس لئے اٹھا کر حافظ صاحب کی سینی میں ان کے کیلے کے ساتھ رکھ دیا اس پر حافظ صاحب نے اپنا سیب اٹھا کر میری سینی میں رکھ دیا اور ارشاد کیا هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ“ (سورہ الرحمن-۶۰) میرے دل میں حافظ صاحب کی علمیت کے لئے تحسین کے جذبات موجزن ہو گئے کہ گویا یہ الفاظ ان کی نوک زبان تھے۔ پھر انہوں نے میرے دو سیبوں کی طرف اور اپنے دو کیلوں کی طرف اشارہ کر کے جو آیت پڑھی تو وہ سونے پر سہاگا ثابت ہوئی جس نے میرے لئے اس مجلس کو ناقابل فراموش واقعہ بنا دیا اور جو میں نے بہت سے دوستوں کو بنایا حافظ صاحب نے آیت رحمانی پڑھی۔ ”فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ“ کہ جنت میں ہر پھل کے دو جوڑے ہوں گے۔

بد الرشید قریشی نے اپنا واقعہ سنایا:

”مجھے یاد ہے ایک روز ہم چھ سات دوست ایک مسئلہ پر بڑی گرم بحث میں لگے ہوئے تھے کہ حجاز میں دار ارقمؓ اور بیت ابو ایوب انصاریؓ کی طرح کے قرن اول کے تاریخی مقامات کو اہتمام سے محفوظ رکھنا چاہئے جو ہمارے اسلاف کی بے بہا ملی امانت تھے۔ کچھ حضرات شرک کی ہر صورت کو فاروقی شدت سے مٹا دینے کے حامی تھے، حافظ صاحب ذرا دور بیٹھے ہوئے مصروفِ مطالعہ تھے بحث و تکرار میں ہماری آوازیں جسب اونیچی اور تیز ہو گئیں تو حافظ صاحب نے ہم سب کو متوجہ کیا اور کہنے لگے ”لَا تَخْتَصِمُوا لَدُنِّي“ (بھئی میرے پاس جھگڑانہ کرو: سورہ ق)۔“

میں نے کہا ”حافظ صاحب! آپ ہی فیصلہ فرمائیے تو پوچھنے لگے ”فَبَا خَطْبُكُمْ“ (سورہ ذاریات- ۳۱) یعنی تمہیں کیا معاملہ درپیش ہے؟“ میں نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ دوسرے صاحب نے اپنے دلائل دیئے تو حافظ صاحب نے ان سے پوچھا ”هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ“ کہ آپ کو کچھ اور کہنا ہے (سورہ ق)؟۔ جواب نفی میں تھا تو حافظ صاحب نے کہا ”إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ“ کہ تم لوگوں کی رائے اور قول میں اختلاف ہے (سورہ ذاریات) ”قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ“ تیرے مارنے والے مارے گئے۔ پھر حافظ صاحب نے اس مسئلے کے تاریخی، تمدنی اور تعلیمی پہلوؤں پر فکر انگیز خیالات پیش کئے کہ جن پر ہماری نظر نہیں گئی تھی جب دینی پہلو کو لیا تو آیات و احادیث سے بھرپور استدلال کیا کہ ہم سب مطمئن اور یکسو ہو گئے اور ان کی مدلل گفتگو نے ہمیں مرید بنا لیا۔

جانتے ہیں انہوں نے اس خوشگوار اور یادگار محفل کا اختتام کس طرح کیا؟ سورہ ق کی آیات مسلسل پڑھیں کہ گویا وہ اس وقت ماحول اور محفل کے موڈ پر سو فیصد منطبق ہوتی تھیں لَقَدْ كُنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا (تم اس بات سے انجانے میں تھے)

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ (ہم نے وہ پردہ ہٹا دیا جو تیرے آگے پڑا ہوا تھا) فَبَصَرُكَ
الْيَوْمَ حَدِيدٌ (سورہ ق-۲۲) چنانچہ آج تیری نگاہ فولاد شمشیر کی طرح خوب تیز ہے۔
ہم حافظ صاحب کے آیات قرآنی کے اس استشہاد پر دیر تک سردھنتے رہے۔“

ضمیر پہ ہوتا ہے نزول کتاب:

فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے میرے عزیز دوست چودھری صفدر علی صاحب نے بتایا
”ہمارے ہم جماعت حافظ عبدالشہید کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا وہ سناتا ہوں ایک روز وہ معہد
کی کینٹین میں گئے اپنے لئے کھانا منگوا یا اتنے میں ایک اور طالب علم آ کر میز کی دوسری
جانب سامنے بیٹھ گیا انہوں نے مروت میں پوچھ لیا کہ آپ کے لئے بھی کھانا منگواؤں؟ اس
نے شکر یہ کہہ کر جیب سے سگریٹ کی ڈبیانکالی اور ان کی طرف بڑھائی کہ اگر آپ شریک ہونا
پسند فرمائیں۔ شہید صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا ”ادْعُو كُمْ اِلَى النَّجْوٰى وَتَدْعُوْنٰى
اِلَى النَّارِ“ (سورہ المؤمن-۴۱) کہ بھلے آدمی میں تمہیں کھانے، بھلائی اور نجات کی دعوت دیتا
ہوں اور تمہارا یہ حال ہے کہ مجھے آگ (سگریٹ) کی طرف بلا تے ہو۔“

موصوف چودھری صفدر علی ’بھلے انسان‘ کے مفہوم میں اور میرے نام کی رعایت
سے مجھے ”نِعْمَ الْعَبْدُ“ (سورہ ص-۳۰) کہہ کر پکارا کرتے تھے وہ پیکرِ اخلاص، بندہ
نوازی کرتے تھے منکسر مزاج چودھری صاحب خود نمائی نہیں کرنا چاہتے تھے تاہم بات
میں سے بات نکلی تو وہ خوشگوار موڈ میں کہنے لگے ”ان حفاظ کرام کی صحبت کا فیض ہے کہ
میں عبد صاحب کو نعم العبد کہا کرتا ہوں جو دراصل سورہ ص کی خوشہ چینی ہے جہاں آیا
ہے نِعْمَ الْعَبْدُ بِرَّانِّهٖ اَوْاٰبٌ۔ کہ دیکھو (حضرت ایوب اور دوسری جگہ حضرت سلیمان))
یہ کتنا اچھا بندہ ہے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کیے رہتا ہے“

میں اپنے اس ذکر کو حذف کر دینا چاہتا تھا کہ خود ستائی سے پناہ مانگتا ہوں لیکن ان کا

حسنِ مخاطب، ان کے حسنِ خلق کی بنا پر تھا اس لئے یہ بات قلم کی زبان پر آ گئی۔

فاروق احمد لغاری صاحب نے اپنی بات بتائی ”ایک روز میں کلاس میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ دکتور محمد حسن باقلا صاحب نے ٹسٹ کے نمبر بتا دیئے ہیں حافظ فتح شاہ صاحب کے برابر میں کرسی خالی تھیں میں وہاں بیٹھ گیا اور ان سے دریافت کیا کہ اگر انہیں میرے نمبروں کا علم ہے انہوں نے خوشخبری دی اور کہا ”سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ۔ کہ آپ پر سلامتی ہو آپ بہت اچھے رہے (الزمر)“

ایک روز تو دلچسپ معرکہ ہوا جو آج بھی یاد آتا ہے تو دل مسرت و شادمانی سے لبریز ہو جاتا ہے جب وہ ہوشلوں کے نمائندوں میں گویا مقابلہ ہو گیا اور انہوں نے آیات قرآنی کے حسن حوالہ کے جوہر دکھائے اور ہمیں شاد کیا۔

ہوائیوں کہ دوسرے وحدہ (ہوشلو) سے ہمارے دوست چودھری صفدر علی اور ان کے ساتھ کچھ حضرات ملنے کے لئے تشریف لائے ہم اس وقت کھانے کی میز پر تھے اور ساتھ ساتھ حدیث مائدہ (ٹیبل ٹاک) میں مصروف تھے ہم نے معزز مہمانوں کو آواز دی اور وہیں پاس بٹھالیا۔ ہارون الرشید صاحب نے انہیں شریکِ طعام ہونے کی دعوت دی۔

چودھری صفدر علی اس رسمی دعوتِ طعام کے جواب میں معمول کا جواب دے سکتے تھے ”آپ کھانا جاری رکھئے ہم کھا کر آ رہے ہیں۔ شکریہ“ لیکن وہ عربی ادب کے ذہین استاد ہیں انہوں نے موقعِ محل کے مطابق شکریہ اور اس ساری بات کو ایک آیت شریفہ کے حوالے سے ادا کیا کہ نیک لوگ اللہ کی محبت میں مسکینوں وغیرہ کو کھانا کھلاتے ہیں اور

کہا ”وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا“ (سورہ دھر۔ ۸)

انہوں نے برجستہ آیت پڑھ کر سب کی داد و تحسین وصول کی کہ ہماری طرف سے حافظ فتح شاہ صاحب نے اس مفہوم کا جواب دیا کہ ہم آپ سے شکریہ یا کوئی بدلہ نہیں

چاہتے ہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے آپ کو کھانے کی دعوت دے رہے ہیں، لیکن ان مفہوم کی آیت پڑھی اور کہا ”إِنَّمَا نَطْعِمُكُمْ لِيُوجِبَ اللَّهُ لَنَا نَرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا“ (سورہ دھر۔ ۹)

سبحان اللہ! ہم سب کی آنکھوں میں خوشی کی چمک آگئی کہ انڈونیشیا اور بھارت وغیرہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے ساتھی طلبہ بھی اس دلچسپ گفتگو کی طرف متوجہ ہو گئے جو بظاہر نوک جھونک لیکن درحقیقت اعلیٰ علمی محاورہ (باہمی گفتگو) تھی۔ تہقہ ختم ہو رہے تھے کہ حافظ احسان صاحب نے، جو چودھری صفدر علی کے ساتھ آئے تھے بات آگے بڑھائی اور قرآنی آیت سے ہی حافظ فتح شاہ کو جواب دیا کہ جس طرح مدعو حضرات عام طور پر جواب میں کہہ دیتے ہیں کہ شکر یہ آپ کھانا جاری رکھے۔

انہوں نے یہ آیت پڑھی ”إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا“ (بس ہمیں اپنے پروردگار سے اس روز کا خوف ہے جو مصیبت کا طویل دن ہوگا۔“

(سورہ دھر۔ ۱۰)

مفہوم ان کا ادا ہو گیا طعام کے ہال میں اس جانب سے دوسری جانب تک ہنسی خوشی کا ریل آ گیا بات بن گئی۔ سب لوگ اس مزیدار صورت حال سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ علمی مقابلے میں اب گرما گرمی آگئی اور سبھی متوجہ تھے کہ دیکھیں دونوں ہوشلوں کے نمائندوں کے اس شگفتہ مقابلے میں کون جیتتا ہے۔ اس موقع پر فائنل پھر حافظ امیر علی صاحب کے ہاتھ رہا، انہوں نے جو آئیہ شریفہ پڑھی اس کا مفہوم یہ تھا کہ فکر نہ کرو! اللہ تعالیٰ اس روز کے شر سے بچالے گا اور تازگی و سرور بخشنے گا۔ ان کا جواب گویا سونے پر سہاگا ثابت ہوا، جب انہوں نے پڑھا ”فَوْقَهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَهُمْ نَصْرَةٌ وَسُرُورًا“ (سورہ دھر۔ ۱۱)

اس پر تو جیسے خوشی کا سیلاب آ گیا۔ شاید یہ مناسب نہیں تھا بہر حال کچھ حضرات نے خوشی کے اظہار کے لئے زور زور سے میز بجائے۔ کتنی دیر تک سب لوگ اس لطف و سرور کے کیف میں رہے اور کئی دنوں تک اس واقعے کا چرچا رہا۔

ایک روز حافظ صاحب سے اس یادگار حسن حوالہ کا تذکرہ چھڑ گیا تو انہوں نے دلچسپ بات بتائی ”لطف کی بات یہ ہے یہ چاروں آیات سورہ الدھر کی ہیں اور آیت 8 تا 11 مسلسل ہیں اس لئے سچ پوچھیں تو اس میں ہمارا کوئی کارنامہ نہیں ہے۔“ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حافظ صاحب کا طبعی انکسار تھا۔

حافظ صاحب کی اس ایمان افروز خوبی پر کہ عام گفتگو میں قرآنی آیات کا حوالہ دینا ان کا معمول ہے، ایک دفعہ جمیل انجم صاحب نے حکیم الامت علامہ اقبال کے الفاظ میں تبصرہ کیا تھا میں انہی الفاظ کو دہراتا ہوں۔

”حافظ صاحب! ایسا لگتا ہے کہ

آپ کے ضمیر پہ ہوتا ہے یوں نزول کتاب

کہ آپ محتاجِ رازی ہیں نہ صاحبِ کشف“ (حرم نبوی)

ایک عورت جو ہمیشہ قرآنی آیات

سے گفتگو کرتی تھی

قارئین! جس زمانے کی عورت کے علم، تقویٰ اور شغف قرآن کا یہ عالم ہو اس وقت کے مردوں نے کیا کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے ہوں گے واقعہ خود پڑھئے! گھر کی خواتین کو سنائیے! ایمان تازہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا، ایک سفر کے دوران راستے میں مجھے ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی ملی جس نے اون کا قمیض پہنا ہوا تھا، اور اون ہی کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی، میں نے اسے سلام کیا، تو اس نے جواب میں کہا:

”سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ“ (سورہ یٰسین - ۵۸)

میں نے پوچھا: ”اللہ تم پر رحم کرے، یہاں کیا کر رہی ہو؟“ کہنے لگی: ”وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ“ (جسے اللہ گمراہ کر دے اس کا کوئی رہنما نہیں ہوتا) (الاعراف - ۱۸۶)

میں سمجھ گیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے، اس لئے میں نے پوچھا: ”کہاں جانا چاہتی ہو؟“ کہنے لگی ”سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى“ (پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی) (سورہ بنی اسرائیل - ۱)

میں سمجھ گیا کہ وہ حج ادا کر چکی ہے، اور بیت المقدس کی طرف جانا چاہتی ہے، (بوڑھی بھی ہے مسافرہ ہے اس کی مدد کی جائے) میں نے پوچھا:

”کب سے یہاں بیٹھی ہو؟“

کہنے لگی: ”ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا“ (پوری تین راتیں) (سورہ مریم - ۱۰)

میں نے کہا: ”تمہارے پاس کچھ کھانا وغیرہ نظر نہیں آ رہا، کھاتی کیا ہو؟“

جواب دیا: ”هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِي“ (وہ اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے)

(اشعراء - ۷۹)

میں نے پوچھا: وضو کس چیز سے کرتی ہو؟ (یہاں پانی تو موجود نہیں ہے)

کہنے لگی: "فَتَيْسَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا۔" (سورہ مائدہ-۶)
(پاک مٹی سے تیمم کر لو)

میں نے کہا: "میرے پاس کچھ کھانا ہے، کھاؤ گی؟"

جواب میں اس نے کہا: اَتَسْمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ (رات تک روزوں کو پورا کرو)

(سورہ بقرہ-۱۸۷)

میں نے کہا: "یہ رمضان کا تو زمانہ نہیں ہے۔"

بولی: وَمَنْ تَطَوَّءَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ (اور جو بھلائی کے ساتھ نفلی

عبادت کرے تو اللہ (اعمال کی) قدر کرنے والا اور جاننے والا ہے۔) (سورہ بقرہ-۱۵۸)

میں نے کہا: "سفر کی حالت میں تو فرض روزہ نہ رکھنا بھی ہے"

کہنے لگی: وَإِنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (اگر تمہیں (ثواب کا)

علم ہو تو روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے) (سورہ بقرہ-۱۸۳)

میں نے کہا: "تم میری طرح کیوں بات نہیں کرتیں؟"

جواب ملا: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (انسان جو بات بھی بولتا

ہے، اس کے لئے ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے) (سورہ ق-۱۸)

میں نے پوچھا: تم ہو کون سے قبیلہ سے؟

کہنے لگی: لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے

مت پڑو) (سورہ بنی اسرائیل-۳۶)

میں نے کہا: "معاف کرنا! مجھ سے غلطی ہوئی"

بولی: لَا تَشْرِبْ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ "آج تم پر کوئی ملامت نہیں،

اللہ تمہیں معاف کرے) (سورہ یوسف-۹۲)

میں نے کہا: اگر چاہو تو میری اونٹنی پر سوار ہو جاؤ اور اپنے قافلہ سے جا ملو!“
کہنے لگی: وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ (تم جو بھلائی بھی کرو، اللہ سے جانتا

ہے) (سورۃ بقرہ-۱۹۷)

میں نے یہ سن کر اپنی اونٹنی کو بٹھالیا، مگر سوار ہونے سے پہلے وہ بولی:
قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ (مؤمنوں سے کہہ کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی
رکھیں) (سورۃ نور-۳۰)

میں نے اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور اس سے کہا ”سوار ہو جاؤ“ لیکن جب وہ سوار
ہونے لگی تو اچانک اونٹنی بگڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی اور اس جدوجہد میں اس کے کپڑوں کا
کوئی حصہ پھٹا، اس پر وہ بولی:

مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ (تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی
ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب ہوتی ہے) (سورۃ شوری-۳۰)

میں نے کہا: ذرا ٹھہرو میں اونٹنی کو باندھ دوں پھر سوار ہونا۔“
وہ بولی: ”فَفَهَّمْنَهَا سُلَيْمَانَ“ (سورۃ الانبیاء-۷۹) ہم نے اس مسئلہ کا حل سلیمان
علیہ السلام کو سمجھا دیا)

میں نے اونٹنی کو باندھا، اور اس سے کہا: ”اب سوار ہو جاؤ“ وہ سوار ہو گئی اور یہ
آیت پڑھی: سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ
(پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے رام کر دیا اور ہم اس کو کرنے
والے نہیں تھے، اور بلاشبہ ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں)

(سورۃ زخرف، آیت ۱۳)

میں نے اونٹنی کی مہار پکڑی اور چل پڑا، میں بہت تیز تیز دوڑا جا رہا تھا، اور ساتھ

ہی زور زور سے چیخ کر اونٹنی کو ہنکا بھی رہا تھا، یہ دیکھ کر وہ بولی:

وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ (اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو

اور اپنی آواز پست رکھو) (سورۃ لقمان - ۱۹)

اب میں آہستہ آہستہ چلنے لگا، اور کچھ اشعار ترنم سے پڑھنے شروع کئے، اس پر اس

نے کہا: فَاقْرَأْ وَأَمَّا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (قرآن میں سے جتنا حصہ پڑھ سکو، وہ پڑھو)

(سورۃ مزمل - ۱۰)

میں نے کہا: تمہیں اللہ کی طرف سے بڑی نیکیوں سے نوازا گیا ہے

بولی: وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ (صرف عقل والے ہی الہیحت حاصل کرتے

ہیں) (سورۃ آل عمران - ۷) کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے اس سے پوچھا:

”تمہارا کوئی شوہر ہے؟“ بولی: لَا تَسْأَلُونَا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدَّلَكُمُ

تَسْؤُكُمْ (ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں

بری لگیں) (سورۃ مادہ - ۱۰)

اب میں خاموش ہو گیا اور جب تک قافلہ نہیں مل گیا میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی

قافلہ سامنے آ گیا تو میں نے اس سے کہا: یہ قافلہ سامنے آ گیا ہے، اس میں تمہارا کون ہے؟

کہنے لگی: الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی

زینت ہیں) (سورۃ کہف - ۳۶)

میں سمجھ گیا کہ قافلے میں اس کے بیٹے موجود ہیں۔ میں نے پوچھا: ”قافلے میں

ان کے سپرد کام کیا ہے؟“

بولی: وَعَلَّمْتِ بِهَا بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ (اور علمتیں ہیں، ستارے ہی سے وہ

راستہ معلوم کرتے ہیں) (سورۃ نحل - ۱۶)

میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلے کے رہبر ہیں، چنانچہ میں اسے لے کر خیمے کے پاس پہنچ گیا اور پوچھا: یہ خیمے آگے ہیں اب بتاؤ یہاں موجود لوگوں میں سے تمہارا (بیٹا) کون ہے؟“

کہنے لگی: **وَآتَاكَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا** (سورۃ نساء۔ ۱۲۵) **وَكَوَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا** (سورۃ نساء۔ ۱۶۳) **يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ**۔ (سورۃ مریم۔ ۱۲)

یہ سن کر میں نے آواز دی: ”یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا یحییٰ“

تھوڑی سی دیر میں چند نوجوان جو چاند کی طرح خوبصورت تھے، میرے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

جب ہم سب اطمینان سے بیٹھ گئے تو اس عورت نے اپنے بیٹوں سے کہا:

فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ۔ (سورۃ کہف۔ ۱۹)

(اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو! پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے، سو اس میں سے تمہارے واسطے کچھ کھانا لے آئے)

یہ سن کر ان میں سے ایک لڑکا گیا اور کچھ کھانا خرید لایا، وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو عورت نے کہا: **كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ** (خوشگواہی کے ساتھ کھاؤ پیو، یہ سب ان اعمال کے جو تم نے پچھلے دنوں میں کئے ہیں۔) (الحاقہ۔ ۲۳)

اب مجھ سے نہ رہا گیا: میں نے لڑکوں سے کہا۔

”تمہارا کھانا مجھ پر حرام ہے، جب تک تم مجھے اس عورت کی حقیقت نہ بتلاؤ۔“

لڑکوں نے بتایا کہ ”ہماری ماں کی چالیس سال سے یہی کیفیت ہے، چالیس سال سے اس نے قرآنی آیات کے سوا کوئی جملہ نہیں بولا۔ اور یہ پابندی اس نے اپنے اوپر اس لئے لگائی ہے

کہ کہیں زبان سے کوئی ناجائز یا نامناسب بات نہ نکل جائے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنے۔“

میں نے کہا: ذَلِكْ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مِنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (سورہ جمعہ-۴)

(الابشہی المتظرف فی کل فن مستظرف ص ۵۶، ۵۷ ج ۱- عبدالحمید احمد حنفی مصر ۱۳۶۸ھ تراشے)

طلاق کی عجیب قسم

یہ واقعہ خلیفہ ہارون الرشید کے متعلق مشہور ہو چکا ہے۔

لیکن صاحب حیوۃ الحیوان کی تحقیقی رائے کے مطابق قاضی ابوبکر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں منصور بغداد کا خلیفہ تھا، موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نام کے ایک شخص نے اپنی بیوی کو فرط محبت میں یہ کہہ دیا کہ: ”اگر تم چاند سے زیادہ حسین نہ ہو تو تمہیں تین طلاق۔“

بیوی سخت پریشان ہوئی اور سمجھی کہ طلاق واقع ہو گئی ہے، اس لئے شوہر کے سامنے آنا بھی بند کر دیا۔ شوہر نے یہ الفاظ فرط محبت سے کہہ دیئے تھے، مگر جب (جنون محبت کے جوش سے) ہوش آیا تو اسے بھی فکر ہوئی، اور اس کی ساری رات بڑے اضطراب میں گزری، بڑی مشکل سے صبح ہوئی تو وہ خلیفہ منصور کے پاس پہنچا، اور واقعہ بتلایا۔

منصور نے فوراً شہر کے بڑے بڑے علماء و فقہاء کو جمع کر کے مسئلہ ان کے سامنے رکھا۔ اکثر فقہاء کی رائے یہ ہو رہی تھی کہ طلاق واقع ہو گئی ہے، اس لئے کہ اس کی بیوی فی الواقعہ چاند سے زیادہ اچھی نہیں ہے۔

لیکن ایک فقیہ تھے جنہوں نے یہ رائے پیش کی کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ قرآن کا ارشاد ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین قوام کے ساتھ پیدا کیا ہے) (سورہ واقین)

منصور نے اس جواب کو بے حد پسند کیا، اور موسیٰ بن عیسیٰ کو یہی کہلا کر بھیج دیا کہ
 طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (حیاء النبیان الدمیری ص ۳۲ جلد اول لفظ انسان)

یَا مُوسَىٰ

یہ واقعہ بھی قرآنی عربی گفتگو پر مشتمل نہیں ہے لیکن قرآنی علوم پر مہارت اور
 سمجھداری کا یہ واقعہ بڑا بصیرت افروز ہے۔

مامون رشید ایک مرتبہ اپنے ایک مصاحب عبداللہ بن طاہر سے ناراض ہو گیا، اور
 ایک خفیہ مجلس میں کچھ لوگوں سے اسے قتل کرانے کا منصوبہ بنایا۔ اتفاق سے اس مجلس
 میں عبداللہ بن طاہر کا ایک خیر خواہ دوست موجود تھا۔ اس نے فوراً عبداللہ کے نام ایک
 رقعہ لکھا جس پر صرف یہ عبارت تحریر تھی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یَا مُوسَىٰ

یہ رقعہ جب عبداللہ بن طاہر کے پاس پہنچا تو وہ سخت حیران ہوا، دیر تک اس خط کو
 الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا، مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ کینئر برابر میں
 کھڑی تھی، جب کافی دیر گزر گئی تو وہ بولی:

”اس کا مطلب میری سمجھ میں آ گیا“

عبداللہ نے پوچھا ”وہ کیا؟“

کینئر نے کہا: ”لکھنے والے نے قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ:

یٰۤمُوسٰی اِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ یَاْتُوْنَکَ بِکَ لَیَعْتَلُوْکَ فَاخْرِجْ اِنِّیْ لَکَ مِنَ النَّاصِحِیْنَ۔ (سورہ القصص - ۲۰)

اے موسیٰ! سردار تمہیں قتل کرنے کا مشورہ کر رہے ہیں، اس لئے یہاں سے نکل

جاؤ میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

(در اصل ان آیات میں ایک واقعے کا تذکرہ ہے۔ جب فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے مشورے ہو رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس منصوبے کی اطلاع دے کر خبردار کر دیا۔ یہ واقعہ بیسویں پارے میں موجود ہے۔)

عبداللہ اس وقت مامون کے دربار میں جانے کا ارادہ کر رہا تھا، مگر اب اس نے ارادہ منسوخ کر دیا، اور اس طرح اس کی جان بچ گئی۔ (حیۃ النبی ص ۱۲۶ جلد اول)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب رقمطراز ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۶۱ بسطام کی طرف نسبت ہے بسطام ایران کا ایک شہر ہے)

اپنے زمانے کے کبار اولیاء کرام میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خوبیوں سے نوازا تھا وہ کم ہی کسی کو نصیب ہوتی ہیں۔ آپ کی جلالت قدر کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹۷ھ) جیسے بزرگ بھی آپ کی تعریف میں رَطْبُ اللِّسَانِ ہیں، چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

حضرت بایزید (بسطامی) کی ذات
با برکات ہم میں ایسی ہے جیسے جبرئیل علیہ
السلام کی شخصیت فرشتوں میں، آپ نے
یہ بھی فرمایا کہ تمام سالکان راہ توحید کی
انتہاء آپ کی ابتدا ہے کیونکہ ابتدائی مقام
ہی میں لوگ حیران و سرگرداں ہو کر رہ
جاتے ہیں۔

بایزید درمیان ماچوں جبرائیل
است در میان ملائکہ، وہم او گفت
نہایت میدان جملہ رُوندگان کہ توحید
رَوَاتِنْدُ بَدایتِ میدان
ایں خراسانی است، جملہ
مرداں کی بیدایتِ قدم
اور سند ہمہ درگردند و فروشوند و نمازند

(تذکرۃ الاولیاء فارسی ج ۱ ص ۱۲۹)

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۲۷ھ) نے ”تذکرۃ الاولیاء“ میں انتہائی تفصیل کے ساتھ آپکا تذکرہ کیا ہے۔

مَنْ جَدَّ وَجَدَّ

مولانا نعیم الدین صاحب نے اس واقعہ کی تلاش میں مراجعت کتب کا جو سفر کیا ہے داستان پڑھنے کے لائق ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پادری کے ساتھ طویل مکالمہ مشہور ہے عرصہ سے یہ مکالمہ لوگوں کی زبانی سننے میں آتا تھا، لیکن کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا تھا، اتفاق سے ماہنامہ ”ندائے شاہی“ مراد آباد کا جولائی ۱۹۹۷ء کا شمارہ نظر سے گزرا۔ اس میں یہ مکالمہ تفصیل سے دیا گیا تھا، رسالہ میں اس مکالمہ کو ”نزہۃ المجالس“ کے حوالے سے نقل کیا گیا تھا۔ راقم الحروف نے ”نزہۃ المجالس“ از اول تا آخر پڑھی مگر اس میں یہ مکالمہ نہیں ملا۔

۱۹۹۸ء میں راقم الحروف کا دیوبند جانا ہوا تو وہاں ایک کتاب بنام ”ایک پادری اور بایزید بسطامی“ ملی، یہ کتاب مولانا ظاہر حسن ہر سولوی صاحب نے تحریر فرمائی ہے اس میں آپ نے یہ مکالمہ ”الروض الفائق“ کے حوالے سے درج فرمایا ہے اور اس میں اس مکالمہ کی شرح تحریر کی ہے۔

احقر ہندوستان کے سفر سے واپس آیا تو اپنے مادر علمی ”جامعہ مدنیہ“ کی لائبریری سے ”الروض الفائق“ نکالی اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ تقریباً کتاب کے آخر میں یہ مکالمہ مل گیا۔ یہ مکالمہ نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز سوال و جواب پر مشتمل ہے۔ راقم اصل کتاب سے ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے وہ مکالمہ ”انوار مدینہ“ کے صفحات میں پیش کر رہا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ مکالمہ پیش کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب

اور صاحب کتاب کا مختصر سا تعارف کروادیا جائے۔

الرَّوْضُ الْفَائِقُ اور اس کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ

کتاب کے مصنف کا نام نامی شعیب ہے اور حُرَيْفِيش کے لقب سے مشہور ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ ابو مدین شعیب بن عبد اللہ بن سعد بن عبد الکافی۔ آپ مصر کے شہر قاہرہ کے محلہ حارة الروم میں رہتے تھے، اپنے زمانہ کے صاحب کشف بزرگ تھے۔

لوگوں کا آپ کے متعلق خیال تھا کہ آپ مجاذیب میں سے ہیں، مصر سے آپ مکہ مکرمہ چلے گئے اور تیس برس سے زیادہ حرم کعبہ کی مجاورت میں گزار کر ۸۱۱ھ میں وہیں انتقال فرمایا۔

آپ عالم بھی تھے اور صوفی و زاہد بھی تھے، وعظ کہا کرتے تھے۔ وعظ سے متعلق آپ نے یہ کتاب لکھی ہے جس کا پورا نام ”الروض الفائق فی المواعظ والرقائق“ ہے۔

(تفصیلات کے لیے دیکھئے الاعلام للزرکلی الضواللامع للسخاوی، شذرات الذهب لابن العماد الحنبلی)

یہ کتاب ۲۲x۲۹ سائز کے ۲۵۲ صفحات پر مشتمل ہے، مصنف علیہ الرحمۃ نے اس میں ۵۶ عنوانات قائم کئے ہیں اور ہر عنوان کو مجلس کے نام سے مَعْنُون کیا ہے۔

پہلی مجلس درود شریف اور بسم اللہ کے فضائل کے بیان میں ہے اور آخری مجلس رحمت خداوندی کی وسعت کے بیان میں ہے۔

باقی مجلسوں کے تحت آپ نے آیات کریمہ، احادیث مبارکہ، عبرت آموز واقعات، سلف صالحین کی حکایات اور ان کے مناقب و محامد ذکر کیے ہیں، وعظ کے لحاظ سے یہ کتاب انتہائی نفیس ہے اور اس کی تمام باتیں اثر انگیز ہیں۔

اس کتاب میں مصنف علیہ الرحمہ نے ”حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کا ایک

پادری سے مکالمہ‘ ذکر کیا ہے، مکالمہ میں درج سوالات و جوابات عجیب و غریب اور انتہائی حیرت انگیز ہیں۔

لیکن مصنف علیہ الرحمہ نے یہ مکالمہ کہاں سے لیا ہے اس کا انہوں نے نہ تو کوئی حوالہ دیا اور نہ ہی کوئی سند ذکر کی ہے؟ اس لحاظ سے مکالمہ کا پایہ ثبوت کمزور ہو کر رہ جاتا ہے۔ تاہم مصنف علیہ الرحمہ خود بڑی شخصیت ہیں اور مکالمہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جو شریعت سے متصادم ہو اس لیے اس کے آگے نقل کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بیچے وہ مکالمہ ملاحظہ فرمائیے۔

ایک پادری سے مکالمہ

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ایک دن میں مراقبہ میں اپنی خلوت و راحت سے لذت حاصل کر رہا تھا نیز اپنی فکر میں مستغرق اور اپنے ذکر سے انسیت حاصل کر رہا تھا۔ اچانک میرے گوشہ دل میں آواز آئی کہ: ابویزید یر سمعان جاؤ! اور وہاں کے راہبوں کے ساتھ ان کی عید و قربانی میں شریک ہو! ہمیں وہاں ایک عظیم معاملہ درپیش ہے۔ حضرت بایزید فرماتے ہیں کہ: میں نے اس آواز کو وسوسہ خیال کر کے اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہی۔ اور میں نے (جی میں) کہا کہ میں اس وسوسہ کو خاطر میں نہیں لاتا۔

جب رات ہوئی تو ہاتف غیبی نیند میں آیا اور وہی بات دہرائی (کہ بایزید دیر سمعان جاؤ) میں بیدار ہوا تو بے قرار ہو کر لرزنے، کاہنے لگا، مجھ پر اس کلام کا اتنا اثر تھا کہ منفلوج آدمی سے تو کھڑا ہو جائے۔

مجھے دوران مراقبہ کہا گیا کہ: (بایزید) تم ہمارے نزدیک اولیاء اختیار میں سے ہو اور

ابراز (نیک لوگوں) کے رجسٹر میں تمہارا نام درج ہے، تم کچھ محسوس نہ کرو اور راہبوں کا بھیس بدل لو اور ہماری خاطر زنا باندھ لو، اس سلسلہ میں تم پر کسی قسم کا کوئی گناہ اور تکبیر نہ ہوگی۔

حضرت بایزیدؒ فرماتے ہیں کہ میں صبح سویرے اٹھا اور حکم الہی کے پورا کرنے میں لگ گیا۔

میں نے راہبوں کا بھیس بدلا اور ان کے ساتھ دیر سمعان چلا آیا۔ جب ان راہبوں کا بڑا پادری آیا اور یہ سب اس کے گرد اکٹھے ہوئے اور خاموش ہو کر اس کے کلام کو سننے کی طرف متوجہ ہوئے تو اس کے لیے کھڑا ہونا مشکل ہو گیا اور قوت گویائی نہ رہی گویا اس کے منہ میں لگام ڈال دی گئی ہے۔

سارے راہب اس کی طرف متوجہ ہو کر بولے: حضور کیا بات پیش آ گئی ہے کہ آپ کچھ کلام نہیں فرما رہے؟ ہم آپ کے کلام سے راہ یاب ہوتے اور آپ کے علم کی اقتداء کرتے ہیں۔

پادری بولا کہ مجھے کلام کرنے اور تقریر کا آغاز کرنے میں کوئی اور رکاوٹ نہیں ہے سوائے اس کے کہ تمہارے درمیان ایک رَجُلٍ مَحْمَدِيّ آ گیا ہے اور وہ آیا ہے تمہارے دین کو جانچنے اور تم پر زیادتی کرنے کے لیے وہ سارے بولے کہ آپ ہمیں بتلائیے وہ کون ہے ہم ابھی اسے قتل کیے دیتے ہیں۔

وہ پادری کہنے لگا کہ نہیں: کسی کو بغیر دلیل و برہان کے قتل کرنا صحیح نہیں، میرا خیال ہے کہ میں اس (رَجُلٍ مَحْمَدِيّ) کا امتحان لیتا ہوں اور اس سے علم الادیان سے متعلق چند مسائل دریافت کرتا ہوں اگر اس نے ان کا جواب دے دیا اور اچھی طرح بیان کر دیا تو ہم اسے چھوڑ دیں گے، ورنہ مار ڈالیں گے، ضابطہ بھی ہے کہ امتحان کے

وقت آدمی کی یا تو عزت ہوتی ہے یا وہ ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔“ وہ سارے پادری بولے ٹھیک ہے جناب کی جو رائے ہو اس کے مطابق عمل کریں، ہم تو استفادے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔

وہ بڑا پادری اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا اور یوں پکارا کہ: اے رجل محمدی تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا واسطہ تو اپنی جگہ پر کھڑا ہو جا، تا کہ نگاہیں تجھے دیکھ سکیں۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور اللہ جل شانہ، کی تسبیح و تزیینہ کرنے لگے۔

پادری نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ: اے رجل محمدی میرا ارادہ ہے کہ میں تجھ سے کچھ سوالات کروں، اگر تو نے ان کے جوابات دے دیے اور ان کی اچھی تشریح کر دی تو ہم تیری پیروی کر لیں گے اور اگر تو ان کے جوابات نہ دے سکا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ منقولات و معقولات میں سے جو چاہو پوچھو ہماری جواباتیں ہوں گی، اللہ اس پر گواہ ہے (پادری نے سوالات شروع کیے)

پادری کے سوالات

- ۱۔ آپ ہمیں ایسا ایک بتلائیے جس کا دوسرا نہیں۔
- ۲۔ اور ایسے دو جن کا تیسرا نہیں۔
- ۳۔ ایسے تین جن کا چوتھا نہیں۔
- ۴۔ اور ایسے چار جن کا پانچواں نہیں۔
- ۵۔ اور ایسے پانچ جن کا چھٹا نہیں۔
- ۶۔ اور ایسے چھ جن کا ساتواں نہیں۔

- ۷۔ اور ایسے سات جن کا آٹھواں نہیں۔
- ۸۔ اور ایسے آٹھ جن کا نوواں نہیں۔
- ۹۔ اور ایسے نو جن کا دسواں نہیں۔
- ۱۰۔ اور عشرہ کاملہ کے بارے میں بتلائیے۔
- ۱۱۔ اور ہمیں گیارہ کے بارے میں بتلائیے۔
- ۱۲۔ اور بارہ کے بارے میں خبر دیجئے۔
- ۱۳۔ اور تیرہ کے بارے میں بتلائیے ان سے کیا مراد ہے۔
- ۱۴۔ اور بتلائیے کہ وہ کونسی قوم تھی جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی اور وہ کون سی قوم ہے جس نے سچ بولا اور جہنم میں پہنچی؟
- ۱۵۔ اور بتلائیے کہ انسانی جسم میں اس کے نام رہنے کی جگہ کہاں ہے؟
- ۱۶۔ اور ذَرِيَّاتٍ ذُرُوءًا۔
- ۱۷۔ حَامِلَاتٍ وِقْرًا۔
- ۱۸۔ جَابِرِيَّاتٍ يُسْرًا۔
- ۱۹۔ اور مُقَسِّمَاتٍ أَمْرًا کے بارے میں بتلائیے ان سے کیا مراد ہے؟
- ۲۰۔ اور وہ چیز بتلائیے جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے۔
- ۲۱۔ اور ان چودہ کے بارے میں بتلائیے جنہوں نے اللہ رب العزت جَلَّ جَلَالُهُ سے کلام کیا۔
- ۲۲۔ اور وہ قبر بتلائیے جو اپنے مردہ کو لیے پھرتی رہی۔
- ۲۳۔ اور ایسا پانی بتلائیے جو نہ زمین سے نکلا اور نہ آسمان سے برسا۔
- ۲۴۔ اور ان چار کے بارے میں بتلائیے جو نہ باپ کی پیٹھ سے نکلے اور نہ ماں کے پیٹ

سے پیدا ہوئے۔

۲۵۔ اور بتلائیے کہ زمین پر سب سے پہلے خون کونسا بہایا گیا۔

۲۶۔ اور وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور پھر خرید لیا۔

۲۷۔ اور وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ نے پیدا کیا پھر اس کو بڑا بتلایا۔

۲۸۔ اور وہ چیز بتلائیے کہ جس کو اللہ نے پیدا کیا اور بڑا بتلایا۔

۲۹۔ اور وہ چیز بتلائیے کہ جس کو اللہ نے پیدا کیا اور اس کے بازے میں خود ہی سوال کیا۔

۳۰۔ بتلائیے عورتوں میں سب سے افضل عورتیں کون سی ہیں؟

۳۱۔ دریاؤں میں سب سے افضل دریا کون سے ہیں؟

۳۲۔ پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ کون سا ہے؟

۳۳۔ چوپایوں میں سب سے افضل چوپایہ کون سا ہے؟

۳۴۔ مہینوں میں سب سے افضل مہینہ کون سا ہے؟

۳۵۔ اور راتوں میں سب سے افضل رات کون سی ہے؟

۳۶۔ اور طاقمہ کسے کہتے ہیں بتلائیے؟

۳۷۔ اور ایسا درخت بتلائیے جس میں بارہ ٹہنیاں اور ہر ٹہنی پر تین پتے اور ہر پتے پر

پانچ پھول دودھوپ میں کھلتے ہیں اور تین سایہ میں۔

۳۸۔ اور وہ چیز کون سی ہے جس نے بیٹ اللہ کا طواف کیا، حج کیا، حالانکہ اس پر نہ حج

فرض تھا اور نہ اس میں روح۔

۳۹۔ اور بتلائیے اللہ نے کتنے نبی بھیجے؟

۴۰۔ اور ان میں کتنے رسول ہوئے؟

۴۱۔ اور ایسی چار چیزیں بتلائیے کہ جن کا ذائقہ اور رنگ مختلف اور ان سب کی اصل ایک ہے۔

۴۲۔ اور نَقِیْر، قِطْمِیْر اور فَتِیْل کے بارے میں بتلائیے۔

۴۳۔ اور بتلائیے سَبْد اور لَبْد کیا چیز ہوتی ہے؟

۴۴۔ اور بتلائیے طم اور رم سے کیا مراد ہے؟

۴۵۔ اور بتلائیے کہ کتاب آواز کرتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

۴۶۔ اور گدھا جب بولتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

۴۷۔ بیل کیا بولتا ہے؟

۴۸۔ گھوڑا ہنہناتے وقت کیا کہتا ہے؟

۴۹۔ اونٹ کیا کہتا ہے؟

۵۰۔ مور کیا گاتا ہے؟

۵۱۔ تیتڑ کیا بولتا ہے؟ (سلسلہ جوابات میں اس کا ذکر نہیں آیا اس وجہ سے جوابات ۵۵ رہ گئے ہیں۔)

۵۲۔ بلبل چہچہاتے وقت کیا گاتی ہے؟

۵۳۔ مینڈک اپنی تسبیح میں کیا کہتا ہے؟

۵۴۔ ناقوس سے کیا آواز آتی ہے؟

۵۵۔ ایسی قوم بتلائیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی جانب وحی فرمائی حالانکہ نہ وہ انسان ہے،

نہ جنات، نہ فرشتے۔

۵۶۔ اور بتلائیے کہ جب دن آتا ہے تو، رات کہاں چلی جاتی ہے؟ اور جب رات آتی

ہے تو، دن کہاں رہتا ہے؟

(جب پادری اتنے سوالات کر چکا تو) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا اور کچھ پوچھنا ہے؟ پادری بولا نہیں اور کچھ نہیں پوچھنا (آپ صرف انہیں سوالات

کے صحیح صحیح جوابات دے دیجئے اور ہماری باتوں کو وضاحت سے بیان کر دیجئے)۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر یاد دہانی کراتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں تمام باتوں کے صحیح صحیح جواب دے دوں تو تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ گے؟ تمام بولے ہاں! ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللَّهُمَّ أَنْتَ الشَّاهِدُ عَلَى مَا يَقُولُونَ۔ اے اللہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں تو اس پر گواہ ہے۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جوابات دینے شروع کیے اور فرمایا۔

۱۔ ایسا ایک جس کا دوسرا نہیں وہ اللہ واحد و قہار ہے۔

۲۔ اور ایسے دو جن کا تیسرا نہیں وہ رات اور دن ہیں، اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَاتٍ

اور ہم نے بنائے رات اور دن دو
(سورۃ بنی اسرائیل-۱۲) نمونے۔

۳۔ اور ایسے تین جن کا چوتھا نہیں وہ عرش، کرسی اور قلم ہے۔

۴۔ اور ایسے چار جن کا پانچواں نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چاروں کتابیں تورات،

زبور، انجیل اور قرآن پاک ہیں۔

۵۔ اور ایسے پانچ جن کا چھٹا نہیں وہ پانچ نمازیں ہیں جن کا ہر مسلمان مرد و عورت پر

پڑھنا فرض ہے۔

۶۔ اور ایسے چھ جن کا ساتواں نہیں وہ چھ دن ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ذکر

فرمایا ہے۔ ”وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ“۔ ہم نے

بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں۔ (سورۃ ہق-۲۸)

۷۔ اور ایسے سات جن کا آٹھواں نہیں وہ ساتوں آسمان ہیں۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا" وہی تو ہے جس نے بنائے سات آسمان تہہ بہ تہہ۔ (سورہ ملک-۲)

۸۔ اور ایسے آٹھ جن کا نواں نہیں، تو وہ عرشِ الہی کو اٹھانے والے آٹھ فرشتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ" (سورہ الحاقہ) اور اٹھائے ہوئے ہوں گے آپ کے رب کا عرش اس روز آٹھ فرشتے۔

۹۔ اور ایسے نو جن کا دسواں نہیں تو وہ نو شخص ہیں جو شہر میں فساد پھیلاتے تھے، ارشاد باری ہے: "وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ" اور اس شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ (سورہ نمل-۲۸)

۱۰۔ اور عشرہ کاملہ سے مراد وہ دس دن ہیں جن میں متمتع ہدی نہ ہونے کی صورت میں روزہ رکھتا ہے۔ ارشادِ باری ہے: "فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ" (سورہ بقرہ-۱۹۶) پس روزے رکھے تین حج کے دنوں میں اور سات روزے اس وقت جب تم واپس لوٹو، یہ پورے دس دن ہوئے۔

۱۱۔ رہا تمہارا سوال گیارہ کے بارے میں تو وہ برادرانِ یوسف ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے جناب یوسف علیہ السلام کی جانب سے حکایت فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔ "إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا" میں نے دیکھا (خواب میں) گیارہ ستاروں (یعنی بھائیوں) کو

۱۲۔ اور بارہ کے متعلق تمہارا سوال، تو ان سے مراد بارہ مہینے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ**، (سورہ توبہ۔ ۲۶) بلاشبہ اللہ کے یہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کے حکم میں۔

۱۳۔ اور تمہارا سوال تیرہ کے متعلق تو اس سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **”إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ۔“** (سورہ یوسف۔ ۴) بے شک میں نے دیکھا ہے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو، میں نے دیکھا انہیں کہ یہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

۱۴۔ رہا تمہارا سوال، ایسی قوم کے بارے میں جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ جنہوں نے یہ کہا تھا۔ **”إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ“** (سورہ یوسف۔ ۱۷) ابا جان! ہم دوڑنے لگے آگے نکلنے کو اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑا سے بھڑیا کھا گیا۔ یہ بات انہوں نے جھوٹ کہی تھی لیکن پھر بھی جنت میں گئے (کیونکہ توبہ کر لی تھی) اور وہ قوم جس نے سچ بولا پھر بھی جہنم میں گئی تو وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ جنہوں نے یہ کہا: **وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ** **وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ** (سورہ بقرہ۔ ۱۱۳) یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ کسی راہ پر نہیں ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی کسی راہ پر نہیں ہیں۔ انہوں نے یہ بات تو سچ کہی ہے لیکن پھر بھی جہنم میں گئے (اس لیے کہ یہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے۔

۱۵۔ رہا تمہارا یہ سوال کہ تمہارے جسم میں تمہارے نام رہنے کی جگہ کہاں ہے تو اس کا

جواب یہ ہے کہ تمہارا نام رہنے کی جگہ تمہارے کان ہیں۔

۱۶۔ ذَارِيَاتٍ ذُرُوًّا (سورہ ذاریات-۱) سے مراد چاروں ہوائیں ہیں۔

۱۷۔ حَامِلَاتٍ وُقُرًا (سورہ ذاریات-۲) سے مراد بادل ہیں، چنانچہ ارشاد باری ہے
 ”وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ“ (سورہ بقرہ-۱۶۴) اور بادل میں جو
 کہ مسخر ہے آسمان و زمین کے درمیان۔

۱۸۔ جَارِيَاتٍ يُسْرًا (سورہ ذاریات-۳) سے مراد دریاؤں میں چلنے والی کشتیاں ہیں۔

۱۹۔ اور مُقَسِّمَاتٍ أَمْرًا (سورہ ذاریات-۴) سے مراد وہ فرشتے ہیں جو نصف شعبان سے
 اگلے نصف شعبان تک مخلوق کی روزی تقسیم کرنے پر مقرر ہیں۔

۲۰۔ اور وہ چودہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا سو وہ ساتوں زمین اور ساتوں آسمان
 ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ أُنْتِ يَا طُوعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا
 أَتَيْنَا طَائِعِينَ۔ (سورہ نجم-۱۱) پھر فرمایا: آسمان اور زمین سے کہ، چلے آؤ خوشی
 سے یا ناخوشی سے ”بولے آئے ہم خوشی سے۔“

۲۱۔ اور ایسی قبر جو اپنے مردہ کو لیے پھرتی رہی سو وہ مچھلی ہے، جس نے حضرت یونس
 علیہ السلام کو نگل لیا تھا اور ان کو دریا میں لیے پھرتی تھی۔

۲۲۔ اور ایسی چیز جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے وہ صبح ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
 ”وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ“ (سورہ تکویر-۱۸) اور قسم ہے صبح کی جب دم بھرے۔

۲۳۔ اور ایسا پانی جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکلا! سو اس سے گھوڑے کا پسینہ
 مراد ہے۔ جو بلقیس نے قارورہ میں رکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ان
 کا امتحان لینے کے لیے بھیجا تھا۔

۲۴۔ اور ایسے چار جو نہ باپ کی پیٹھ سے نکلے اور نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

(۱) وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدیہ میں آنے والا مینڈھا (۲) حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو پہاڑ سے پیدا کی گئی (۳) حضرت آدم علیہ السلام جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے (۴) حضرت اماں حوا علیہا السلام جو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیس پسلی سے پیدا کی گئیں۔ یہ چار مراد ہیں۔

۲۵۔ اور وہ خون جو زمین پر سب سے پہلے بہایا گیا وہ ہانبل کا خون ہے جسے اس کے بھائی قابیل نے قتل کر دیا تھا۔

۲۶۔ اور ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر خود ہی خرید لیا وہ مؤمن کا نفس ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔ "إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ" (سورہ توبہ۔ ۱۱۱) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے خرید لیا ہے اہل ایمان سے ان کے نفسوں اور مالوں کو اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔

۲۷۔ اور ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اسے برا بتلایا وہ گدھے کی آواز ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "إِنَّ أَكْثَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ" (سورہ لقمان۔ ۱۹) بلاشبہ سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔

۲۸۔ ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور بڑا بتلایا وہ عورتوں کا مکر اور چالاکی ہے۔ ارشاد ہے إِنَّ كَيْدَ كُنَّ عَظِيمٌ البتہ تمہارا مکر و فریب بڑا ہے۔

۲۹۔ ایسی چہرہ جسے اللہ نے پیدا کیا اور اس کے بارے میں سوال کیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ہے، ارشاد باری ہے۔ "وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَأَهْشُ بِهَا عَلَى غَنَمِي" (سورہ طہ۔ ۱۸) یہ کیا ہے تمہارے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ؟ عرض کیا کہ یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں، اس سے بکریوں کے لیے۔

۳۰۔ عورتوں میں سب سے افضل حضرت حوا، (ام البشر) حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت آسیہ، حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ عنہن ہیں۔

۳۱۔ دریاؤں میں سب سے افضل دریائے سین، جیحون، دجلہ، فرات اور نیل ہیں۔

۳۲۔ پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ طور ہے

۳۳۔ چوپایوں میں سب سے افضل گھوڑا ہے۔

۳۴۔ مہینوں میں سب سے افضل رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ" (سورہ بقرہ۔ ۱۸۵) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

۳۵۔ راتوں میں سب سے افضل لیلة القدر ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ "لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ" (سورہ نازعات۔ ۳۳) لیلة القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۳۶۔ طامہ قیامت کے دن کو کہتے ہیں۔

۳۷۔ ایسا درخت جس میں بارہ ٹہنیاں ہوں ہر ٹہنی پر تیس پتے ہوں ہر پتے پر پانچ پھول ہوں جس میں سے دودھوپ میں کھلتے ہوں اور تین سایہ میں، سودرخت سے مراد تو سال ہے بارہ ٹہنیوں سے مراد بارہ مہینے ہیں اور تیس پتوں سے مراد مہینے کے تیس دن ہیں اور ہر پتے پر پانچ پھول سے مراد پانچوں فرض نمازیں ہیں جو رات دن میں پڑھی جاتی ہیں جن میں سے، دو ظہر اور عصر دھوپ (دن) میں اور تین (فجر، مغرب، عشاء) سایہ (رات میں پڑھی جاتی ہے۔)

۳۸۔ ایسی چیز جس نے بیت اللہ کا طواف کیا، حج کیا، حالانکہ نہ اس پر حج فرض، نہ اس میں جان، اس سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔ (جو طوفان کے

دوران خانہ کعبہ کے گرد گھومتی رہی۔)

۳۹۔ رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے انبیاء اور رسول بھیجے سو اللہ تعالیٰ نے (کم و بیش) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے۔

۴۰۔ اور ان میں سے تین سو تیرہ کو رسول بنایا۔

۴۱۔ ایسی چار چیزیں جن کا ذائقہ اور رنگ الگ الگ ہے اور ان سب کی اصل ایک ہے وہ آنکھ، ناک، کان اور منہ ہیں۔ آنکھوں کا پانی کھاری، منہ کا پانی بیٹھا، ناک کا پانی کھٹا اور کان کا پانی کڑوا ہوتا ہے۔

۴۲۔ یہ سوال کہ نقیر، قطمیر اور فتیل کس کو کہتے ہیں سو نقیر کھجور کی گٹھلی کی پشت پر جو نقطہ ہے اس کو، اور قطمیر کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو باریک چھلکا ہوتا ہے اسے اور فتیل کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک بتی کو کہتے ہیں۔

۴۳۔ سبد اور بھیڑ دنبہ اور بکری کے بالوں کو کہتے ہیں۔

۴۴۔ ظم اور رم سے مراد ہمارے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کی مخلوق ہے۔

۴۵۔ گدھا جب شیطان کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے ”لَعْنَ اللّٰهِ الْعُشَارُ وَ هُوَ الْمَكَاسُ“ چنگلی پر محصول لینے والے پر خدا کی پھٹکار ہو۔

۴۶۔ کتا کہتا ہے ”وَيْلٌ لِّاَهْلِ النَّارِ مِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ“ اللہ جبار کے غصہ کی وجہ سے دوزخیوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔

۴۷۔ بیل کہتا ہے۔ ”سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ“

۴۸۔ گھوڑا کہتا ہے۔ ”سُبْحَانَ حَافِظِيْ اِذَا التَّقَاتِ الْاَبْطَالُ وَ اَشْتَغَلَتِ الرَّحَالُ

بِالرِّجَالِ۔“

۴۹۔ اونٹ کہتا ہے۔ ”حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ كَفَى بِاللّٰهِ وَ كَيْلًا“

۵۰۔ مور کہتا ہے۔ ”الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى“

۵۱۔ ببل کہتی ہے۔ ”سُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ“

۵۲۔ مینڈک کہتا ہے۔ ”سُبْحَانَ الْمَعْبُودِ فِي الْبَرَارِيِّ وَالْقِفَارِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ

الْجَبَّارِ“

۵۳۔ ناقوس سے آواز نکلتی ہے۔ ”سُبْحَانَ اللَّهِ حَقًّا حَقًّا أَنْظُرِيَا ابْنَ آدَمَ فِي هَذِهِ

الدُّنْيَا شَرْقًا وَغَرْبًا مَا تَرَى فِيهَا يَبْقَى (اللہ پاک ہے وہ سچ اور حق ہے

اے ابن آدم اس دنیا میں بنظر عبرت مشرق و مغرب کی طرف دیکھ تجھے اس میں

کوئی بھی باقی نظر نہیں آئے گا۔)

۵۴۔ ایسی قوم جس کی جانب اللہ تعالیٰ نے وحی کی حالانکہ وہ نہ انسان ہیں نہ جن، نہ

فرشتے، وہ شہد کی مکھی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”وَأَوْحَىٰ

رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنْ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا

يَعْرِشُونَ“ (سورہ نحل۔ ۶۸) اور حکم دیا آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو بنائے

پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں ٹٹیاں باندھتے ہیں۔

۵۵۔ رہا یہ سوال کہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے اور جب رات آتی ہے تو

دن کہاں ہوتا ہے تو اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، یہ راز نہ کسی نبی و رسول پر کھلا

اور نہ کوئی مقرب سے مقرب فرشتہ اس پر مطلع ہوا۔

(ان تمام سوالوں کا جواب دینے کے بعد) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا: اگر کوئی اور سوال رہ گیا ہو تو پوچھ لو سب نے کہا کہ اب کوئی سوال باقی نہیں رہا۔

آپ نے فرمایا اچھا اب میری ایک بات کا جواب دو۔

یہ بتلاؤ کہ آسمانوں اور جنت کی کنجی کیا ہے؟

بڑا پادری اس پر خاموش رہا۔

مجمع میں سے آواز آئی کہ تم نے اتنی باتیں پوچھیں اور انہوں نے ان سب کا جواب دیا یہ کیا بات ہے کہ انہوں نے تم سے صرف ایک بات پوچھی اور تم اس کا بھی جواب نہیں دے پارہے۔

پادری بولا کہ میں ان کی بات کا جواب دینے سے عاجز نہیں ہوں۔ مجھے خطرہ ہے کہ اگر میں نے ان کی بات کا جواب دے دیا تو تم میری موافقت نہیں کرو گے۔

وہ بولے ہم آپ کی موافقت کیوں نہیں کریں گے۔ آپ ہمارے بڑے ہیں۔ آپ نے جب بھی کچھ کہا ہم نے سنا اور آپ کی موافقت کی۔

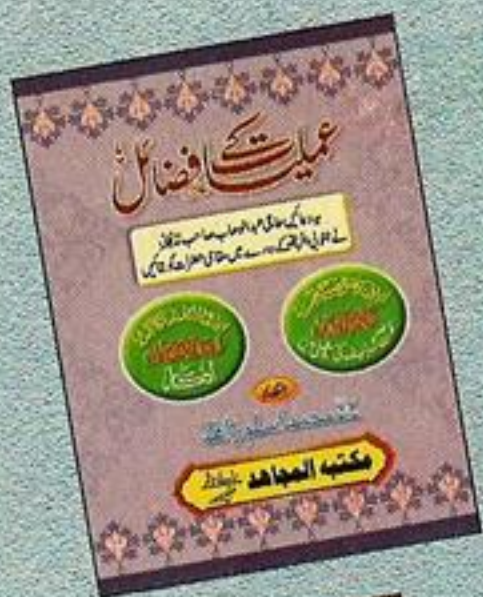
پادری نے کہا کہ لو پھر سنو آسمانوں اور جنت کی کنجی ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

جب انہوں نے یہ بات سنی تو سب کے سب مسلمان ہو گئے اور گرجے کو گرا کر اس کی بے مسجد بنائی اور سب سے اپنی اپنی زناریں توڑ ڈالیں اس موقع پر حضرت بایزید بسطامی وغیب سے آواز آئی اے بایزید تم نے ہماری رضا کی خاطر ایک زنار باندھی تھی ہم نے تمہاری خاطر پانچ سوزناروں کو توڑ دیا۔

(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق ص ۲۰۴ تا ۲۰۶ جواہر پارے)





مکتبہ المجاہد
رائے ونڈ
ضلع لاہور